حاصلِ مطالعہ

سقوطِ ڈھاکہ۔ پسِ منظر

محمد بشیر ہرل

اٹھے گا اے جہاں والو، کلیجے سے دگواں برسوں رہے گا داغ دل بنکر، نشیمن کا نشاں برسوں

☆ مسلم لیگ کے بنگالی لیڈران نواب تھے جیسے خواجہ ناظم الدین، مولوی اے کے فضل الحق۔ 1906 میں مسلم لیگ ڈھاکہ میں بنی

☆ سہروردی باوقار مدبر، شیخ مجیب عوامی جذباتی مقرر

☆ بنگالی مزاج: کوئی گل نئیں، بنگالی اور پنجابی بیوروکریٹ 1970

☆ ڈھاکہ میں مجھے جاب ۱۹۷۰ مغربی پاکستان میں لاعلمی

☆ ۱۹۵۳ میں گورنر جنرل محمد علی نے وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین کو برطرف کر کے یہاں ماشل لاٗ اور وہاں گورنر راج کیوں لگایا

☆ قراردادِ لاہور کا مطالبہ

Areas in which muslims are numarically in majority as in the north western and the easten zones of British India, should be grouped to constitute "independent states" in which the constituent units should be autonomous and soveriegn.

23 مارچ 1940 کو قرادادِ لاہور پیش ہوئی، 24 مارچ کو منظور ہوئی اور اگلے سال 15 اپریل 1941 کو مدراس میں منعقدہ مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں منشور کا حصہ بنائی گئی۔ 30 اگست 1942 East Pakistan Renaissance Society کا قیام اور ہفتہ وار میٹنگز میں مقالے۔ ۱۹۴۳ میں قائداعظم نے لفظ پاکستان اپنالیا۔ جولائی 1944 میں Renaissance Society کی پہلی کونسل اسلامیہ کالج کلکتہ میں منعقد ہوئی جس میں خواجہ ناظم الدین، حسین شہید سہروردی، نورالامین، فضل الحق، مولوی تمیز الدین جیسے معتبر لیڈر شامل تھے۔ ☆3 جولائی 1946 کو تقسیمِ ہند کی تیاری کے لئے تقسیم بنگال دوبارہ موثر کردیگئی اور مجیب نے تحریکِ پاکستان کے اس نقطہ عروج پر متحدہ بنگال کی مہم شروع کردی۔

۱۴ اگست 1947 کو مشرقی اور مغربی دو حصوں پر مشتمل پاکستان وجود میں آیا۔ لیکن 24 سال بعد ہی 16 دسمبر 1971 کو ہمارے آدھے سے زیادہ حصہ یعنی مشرقی پاکستان ہم سے کاٹ کر الگ بنگلہ دیش بنا دیا گیا۔ آیئے نصف صدی بعد اس سانحہ کے پسِ منظر پر نظر ڈالیں۔

اردو زبان:

1937 کے عام انتخابات میں مسلم لیگ نمایاں سیاسی جماعت بن کر ابھری اور بنگال کے وزیرِ اعظم مولوی فضل الحق منتخب ہوئے جنہوں نے 1940 میں منٹو پارک لاہور کے سالانہ جلسے میں قرادادِ لاہور پیش کی۔ قرارداد کے متن میں بنگال بھی شامل تھا۔ لیکن قیامِ پاکستان سے پہلے بنگال کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاچکا تھا۔ آزادی کے بعد کلکتہ سمیت خوشحال مغربی بنگال ہندو اکثریت کی بنا پر ہندوستان میں، اور پسماندہ مشرقی بنگال مسلم اکثریت کی وجہ سے پاکستان کے حصے میں آیا۔ قیامِ پاکستان کے سات ماہ بعد حضرت قائداعظم نے مشرقی پاکستان کا دورہ کیا اور ڈھاکہ کے رمنا پارک میں لاکھوں کے مجمع کو خطاب کیا۔ اس خطاب کے دوران جب انہوں نے فرمایا کہ قومی ہم آہنگی کے لئے قومی زبان اردو ہوگی تو جلسہ گاہ میں سناٹا چھا گیا۔ جلسہ کے بعد اُسی روز ڈھاکہ یونیورسٹی کے کچھ طلبا نے شیخ مجیب الرحمن کی قیادت میں

حضرت قائداعظم سے ملاقات کرکے اس مسئلہ پر بات کی اور عرض کیا کہ بنگالی زبان پاکستان کی 54 فیصد آبادی کی زبان ہے جبکہ اردو صرف آٹھ سے دس فیصد لوگوں کی مادری زبان ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ قدیم بنگلہ زبان کو نظرانداز کرنا دراصل بنگالیوں کو نظرانداز کرنا ہے۔

1952 میں پاکستان کے بنگالی وزیرِاعظم خواجہ ناظم الدین نے ڈھاکہ یونیورسٹی میں اردو کے حق میں بیان دیا تو ہنگامے پھوٹ پڑے اور یونیورسٹی کے چند طلبا جاں بحق ہو گئے۔ ان کی یاد میں ایک مینار تعمیر کرکے اسے شہید مینار کا نام دے دیا گیا۔ 4 سال کی جدوجہد کے بعد 26 فروری 1956 کو بنگالی زبان کو بھی بطور دوسری سرکاری زبان تسلیم کرلیا گیا لیکن بہت وقت ضائع ہو چکا تھا۔ بنگالیوں نے بہاریوں کی زبان اردو کو عملی طور پر کبھی تسلیم نہ کیا۔ سانحہ 1971 تک مشرقی پاکستان کی سب دوکانوں کے بورڈ بنگالی زبان میں ہی رہے (جس طرح سندھ میں بورڈ سندھی میں ہوتے ہیں) سابق گورنر مشرقی پاکستان جنزل راؤ فرمان علی لکھتے ہیں کہ 1971 میں دوکانوں کا کوئی ایک بورڈ بھی اردو میں نہ تھا۔ 14 اگست 1970 کو پاکستان کے 23 ویں یومِ آزادی پر اُسی ڈھاکہ یونیورسٹی میں بنگلہ دیش کے جھنڈے لہرا دیے گئے اور بنگلہ دیش کے نقشہ کی نقاب کشائی کردی گئی۔ یہ تھا مشرقی پاکستان کی علیحدگی کا بیج۔

ون یونٹ:

مغربی پاکستان کے سیاستدانوں نے قومی اسمبلی میں 30 ستمبر 1955 کو ایک بل پاس کروالیا جس کی رو سے مغربی پاکستان کے سارے صوبوں پنجاب، بلوچستان، سرحد اور سندھ کو ملا کر ون یونٹ قرار دے دیا اور وزیراعظم چوہدری محمد علی نے جو خود پنجابی تھے، 14 اکتوبر 1955 کو اس کے قواعد جاری اور نافذ کردیے۔ اس طرح مشرقی پاکستان کی 56 فیصد اکثریت کا ووٹ مغربی پاکستان کی 44 فی صد آبادی کے برابر ہو گیا اور فیڈریشن کے معاملات میں فیصلوں پر انکی فطری برتری ختم کردی گئی، اس سے بنگال میں بہت گہرا احساس محرومی پیدا ہوا۔ صدر ایوب خان کے دور میں بارہا ون یونٹ کو ختم کرنے کی بات ہوئی لیکن پنجابی اور سندھی زمینداروں اور بیوروکریسی نے اسے کامیاب نہ ہونے دیا۔

دیگر اسباب:

بنگالیوں کی ناراضگی کے دیگر اسباب میں اہم ترین سبب قومی آمدن میں بڑا حصہ مشرقی پاکستان کی پٹ سن کی ایکسپورٹ سے ہونے والی آمدن تھی جبکہ وسائل کی تقسیم اور اس رقم کے خرچ کا اختیار مغربی پاکستانی بیوروکریسی کے ہاتھ میں تھا۔ اس سے بنگالیوں میں شدید احساسِ محرومی کو بھڑکایا گیا۔ اسی طرح **مسلح افواج میں کمیشنڈ افسرز** زیادہ تر مغربی پاکستانی تھے۔ 1970 تک صرف ایک ہی بنگالی میجر جنزل کے عہدہ تک پہنچا تھا اور فوج میں بنگالیوں کا تناسب صرف 8 فیصد تھا۔ ایئر فورس میں بنگالیوں کو بھرتی نہ کرنے کے معاملہ پر میں نے ایک ظہرانہ کے دوران **ائیر مارشل اصغر خان** صاحب سے بات بھی کی تھی اور ان کی دلیل یہ تھی کہ ہم نے پورے پاکستان سے بہترین لوگ منتخب کرنا ہوتے تھے جو لازمی طور پر مغربی پاکستان میں زیادہ دستیاب تھے۔ (حالانکہ 1965 کی جنگ میں ایک بنگالی پائلٹ جناب ایم ایم عالم نے آدھے منٹ میں دشمن کے 5 حملہ آور جہاز گرا کر عالمی ریکارڈ قائم کیا تھا)۔ ایک اور بڑی وجہ وہ **ہندو اُستاد اور تاجر** تھے جو قیامِ پاکستان کے بعد بھی مشرقی پاکستان میں ہی بدستور موجود رہے۔ وہ اپنی کمائی تو مغربی بنگال بھیج دیتے لیکن سکولوں اور بازاروں میں پاکستان کے خلاف مسلسل زہر پھیلاتے رہتے۔

جنگ 1965

بھارت نے 1965 میں حملہ کیا تو معلوم ہوا کہ مغربی پاکستان کا دفاع تو مضبوط ہے لیکن مشرقی پاکستان بے دست و پا تھا۔ اس سے بنگالیوں میں بے چینی پیدا ہوئی تو کہا گیا کہ بنگال کا دفاع مغربی پاکستان سے کیا جائے گا۔ لیکن جنگ 65 کے بعد بھارت نے بنگالیوں میں یہ احساس

شدت سے ابھارا کہ آپ کا فطری اتحاد بھارت کے ساتھ بنتا ہے۔ وہاں موجود ہندو اساتذہ نے اس پروپیگنڈہ کو بہت پھیلایا اور مشرقی پاکستان میں عدم تحفظ کا اور بھارت کی اہمیت کا احساس پیدا ہوا۔

سقوطِ ڈھاکہ

جنگ ستمبر کا سب سے بڑا نقصان سقوطِ ڈھاکہ کی شکل میں ہوا۔ اگرچہ یہ سانحہ جنگ ۶۵ کے ۶ سال بعد ۱۹۷۱ء میں ہوا لیکن یہ اس بداعتمادی کا نتیجہ تھا جو نہرو کی وفات، ایوب خان کی علیحدگی، اور بھٹو سوَرن سنگھ مذاکرات کی ناکامی سے پیدا ہو چکی تھی۔ مشرقی پاکستان میں قومی زبان اور ون یونٹ کے مسئلہ پر بے چینی تو پہلے سے موجود تھی، جنگ کے بعد سیماب صفت احتجاجی سیاست دان مجیب الرحمان نے بھارت کے زیر اثر مغربی پاکستان کے 'غلبہ' کے خلاف نفرت انگیز مہم شروع کر دی۔ الیکشن کے نتیجہ میں مجیب کی پارٹی کو واضح اکثریت حاصل ہو گئی لیکن ذوالفقار علی بھٹو نے جس کی پارٹی کو صرف مغربی پاکستان میں زیادہ سیٹیں ملی تھیں، مجیب کی مرکزی حکومت بننا قبول نہ کیا۔ یہ مؤقف غلط تھا اور اس پر مشرقی پاکستان میں ہنگامے شروع ہو گئے۔ جماعت اسلامی کی تنظیم البدر نے حتی الوسع مقابلہ کیا لیکن بھارت نے موقع کا فائدہ اٹھایا اور وہاں مکتی باہنی کے نام سے مسلح تنظیم بنا کر انہیں مسلح کر دیا۔ بغاوت کو کچلنے کے لیے فوجی اقدام کیا گیا تو بنگلہ دیش کی 'تحریک آزادی کی حمایت' کے نام پر بھارت نے اپنی فوج وہاں داخل کر دی اور اپنی فضا میں سے پاکستان کے جہازوں کی پروازیں بند کر دیں۔ ہماری مختصر فوج کو مغربی پاکستان سے مناسب کمک نہ پہنچ سکی اور ۱۶ دسمبر ۱۹۷۱ کو ہتھیار ڈالنا پڑ گئے۔ اس طرح کشمیر تو آزاد نہ کروا سکے، الٹا آدھا ملک ہاتھ سے گیا اور بھارتی وزیر اعظم اندرا گاندھی نے اپنی جارحیت تسلیم کرتے ہوئے یہ کہا کہ "ہم نے دو قومی نظریہ خلیج بنگال میں ڈبو دیا"۔		انا للله وانا الیہ راجعون

عملی اقدامات

صدر ایوب خان کے خلاف بھٹو کی شروع کی گئی مہم اور انتشار کا فائدہ اٹھاتے ہوئے بھارت نے پاکستان توڑنے کا منصوبہ بنا لیا لیکن ہم غافل رہے۔ علیحدگی کے عملی اقدامات کی ابتدا جنوری 1971 میں گنگا نامی ایک ناکارہ زائدالمعیاد discarded بھارتی طیارے کے اغوا سے کی گئی۔ یہ طیارہ بھارت نے خود اغوا کروایا اور ہمارے جذباتی لیڈر ذوالفقار علی بھٹو نے اغوا کنندگان کو کشمیر کے ہیرو قرار دے کر ان کے ساتھ تصویر اتروائی اور عالمی اخبارات میں شائع کروا دی۔ اس طرح طیارے کے اغوا میں پاکستان کا ہاتھ ہونے کا پروپیگنڈا کر کے بھارت نے اپنی فضا میں سے پاکستانی جہازوں کی پروازیں بند کر دیں اور ہمارے جہازوں کو اڑھائی گھنٹہ کی سیدھی پرواز کی بجائے سری لنکا کی طرف سے گھوم کر 6 گھنٹہ کی پرواز کر کے ڈھاکہ پہنچنا پڑتا۔ اس طرح وہاں موجود مختصر فوج کو مغربی پاکستان سے کمک پہنچنا مشکل ہو گیا۔

بنگلہ دیش کا جھنڈا

14 اگست 1970 کو پاکستان کے 23ویں یوم آزادی پر ڈھاکہ یونیورسٹی میں بنگلہ دیش کے جھنڈے لہرا دیے گئے اور بنگلہ دیش کے نقشہ کی نقاب کشائی کر دی گئی۔ یہ تھا مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی ابتدا۔ 17 اگست 1971 کو متحدہ پاکستان کے صدر جنرل محمد یحیٰ خان نے جب شیخ مجیب الرحمن کو ملاقات کے لئے ڈھاکہ کے ایوانِ صدر میں بلایا تو مجیب الرحمن اپنی کار پر بنگلہ دیش کا جھنڈا لہرا کر آیا۔ یہ صریح بغاوت تھی۔

صدر یحیٰ خان اس ملاقات کے بعد اسلام آباد واپس آ گئے اور باغیوں کے خلاف فوجی کاروائی شروع کر دی گئی۔ اس پر مغربی پاکستان میں ذوالفقار علی بھٹو نے بیان دیا کہ "شکر ہے پاکستان بچا لیا گیا"۔ لیکن باغی بنگالیوں نے مکتی باہنی کے نام پر بھارتی فوج کی مدد سے ہماری مختصر

فوج کو گھیر کرنا کام کر دیا اور 16 دسمبر 1971 کو ہمارے فوجی کمانڈر جنرل نیازی نے بھارتی کمانڈر جنرل اروڑہ کے سامنے ہتھیار ڈالنے کی دستاویز پر دستخط کر دیے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ تھا سکوتِ ڈھاکہ کا پسِ منظر!

ایٹمی صلاحیت

اسی صدمہ سے نڈھال ہمارے سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے ہالینڈ سے آکر وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو سے ملاقات کی اور ایٹم بم بنانے کا آغاز کیا۔ الحمد للہ آج ہمارا دفاع مضبوط ہے۔

FM Sam Manaksha interview with BBC

Plan to attack 23.4.1971.

Pakistan really crack down in a big way. How could the poor Banagalies fight the Pathans and Punjabi Muslamans.

Ten million Banaglies poured in Indian states of Assam and Tripura.

Mrs. Gandhi, in a full tamper, asked me what are you doing about it?

Nothing. whats it God to do with me.

She said i want you to do something.

What do you want me to do?

I want you to March in East pakistan.

I said that means War?

She said i dont mind if its War.

I said have you red the Bible? God Said let there be light and there was litght.

And you say let there be War and there is War?

She said are you ready?

I certainly am not; **this was about 23rd of April** 1971

I said you know the Himalayan passes are opening. and if the Chinese give us an Ultimatum?

I said the Moon Soon will be breaking in a few days time. and when it rains in that part of the world, it pours. Rivers become like occean. if you stand on one bank , you cant see the other , My movement will be confined to roads. Because of climatic conditions, the Airforce will not be able to support me. and if i were to go in, I guaranty you a 100% defeat.

I said to Mrs. Gandhi, " will you now give me your orders?"

Then she said, All Right . Cabinet will meet again at 4:00 Clock. Everbody started leaving but Mrs. Gandhi ask me to stay behind. I said Prime Minister before you open

your mouth, should i send my resignation for reasons of physical or mental health?
Oh, sit down Sam, tell me everthing you told me was truth?
I said Yes. My job is to fight and fight to win. What to do?
She smiled at me, " **You let me know when you are ready?"**

Shimla Agreement:
She went there and Bhutto made a complete fool out of her.
" You know i have just taken over from Yahya Khan and if a yield anything just now, they will through me out. give me a chance, in six months time i promise you everything will settle peacefully. She came back and she told me, and I said, " He has made a monkey out of you"
After the Shimla agreement everyone would ask mewhen I was going tooverthrow tha government. One day PM Gandhi called me in her office in the Parliment building and when i saluted her, she told me to sit down and looked straight into my eyes. " you are planning to take over from me?". I looked back into her eyes and said whatever brought this to your mind, I have no such intention and the thought has never crossed my mind. I have my hands full with the army and no time to think of Politics.
She stoodup, warmly shook my hand and said " I knew Manak Jee. thak you".
and I left.

Ninety three thousand 93000 POWs were shifted by 15th January
Twenty five thousand indian Army to stay in Bangla Desh.
I got into trouble in my own country. The Bearucrates compalind about me. That Chief Sahib treets the POWs like they were his sons in law. Mrs. Gandhi called me and asked. I said, Prime Minsiter they were soldiers. They fought extremly well but they lost. I am looking after the soliders.

کچھ ہی عرصہ سے پہلے متعصب بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی نے پھر مشرقی پاکستان کو ہم سے علیحدہ کرنے کا سہرا اپنے سر باندھا اور ہمارے زخموں پر نمک چھڑکا ہے۔ اس لیے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ ہر سال 65 کی جنگ اور 1971 کے سقوط ڈھاکہ کی یاد منائی جائے تاکہ نوجوان نسل کو ہماری تاریخ کے یہ صدمات یاد رہیں اور اپنے ملک کو مضبوط بنانے کا ارادہ پختہ ہوتا رہے۔

نسلِ نَو کو خبر نہ ہو شاید — وقت دیکھا ہے کیا کٹھن ہم نے
یونہی سورج نہیں بنی یہ زمین — جمع کی ہے کرن کرن ہم نے

محمد بشیر ہرل۔ دبستان فکر اقبال، 16 دسمبر 2021 0333-6517766